# ایمان کیا ہے؟

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں لفظ ایمان بارہا مرتبہ آیا ہے، کیونکہ یہی دین کی اصل اور مذہب کی اساس ہے، اسی کی بدولت لوگ گمراہی کے اندھیروں سے حق کی روشنی کی طرف راہ پاتے ہیں، اسی سے خوش بختوں اور بدبختوں میں فرق ہوتا ہے، نیز دوست اور دشمن کی تمیز ہوتی ہے، پورا دین اسی کے تابع ہے، لہٰذا ہر مسلمان کے لیے حقیقت ایمان کی معرفت از حد ضروری ہے۔

قرآن وسنت میں حقیقت ایمان کا کافی وشافی بیان ہے، اس سے ہٹ کر کسی اور کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

ہمارے اسلاف صحابہ وتابعین کسی بھی وضاحت کے سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کے فرامین سے اپنا دامن بھر لیتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ ہی شارح ومفسر قرآن ہیں۔

آیئے پہلے تو ایمان کی معرفت کی اہمیت کا اندازہ لگائیں۔

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسَائِلُ أَعْنِي مَسَائِلَ الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ، مَسَائِلُ عَظِيمَةٌ جِدًّا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَلَّقَ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ السَّعَادَةَ وَالشَّقَاوَةَ، وَاسْتِحْقَاقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَالْاخْتِلَافَ فِي مُسَمَّيَاتِهَا

أَوَّلَ اخْتِلَافٍ وَقَعَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ خِلَافُ الْخَوَارِجِ لِلصَّحَابَةِ، حَيْثُ أَخْرَجُوا عُصَاةَ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ الْإِسْلَامِ بِالْكُلِّيَّةِ، وَأَدْخَلُوهُمْ فِي دَائِرَةِ الْكُفْرِ، وَعَامَلُوهُمْ مُعَامَلَةَ الْكُفَّارِ، وَاسْتَحَلُّوا بِذٰلِكَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ حَدَثَ بَعْدَهُمْ خِلَافُ الْمُعْتَزِلَةِ وَقَوْلُهُمْ بِالْمَنْزِلَةِ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ، ثُمَّ حَدَثَ خِلَافُ الْمُرْجِئَةِ، وَقَوْلُهُمْ: إِنَّ الْفَاسِقَ مُؤْمِنٌ كَامِلُ الْإِيمَانِ.

''اسلام، ایمان، کفر اور نفاق بہت بڑے بڑے مسائل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ کے ساتھ سعادت وشقاوت اور جنت وجہنم کا ناطہ جوڑا ہے، ان کے حقائق میں اختلاف ہی اس امت کا سب سے پہلا اختلاف تھا، وہ اس طرح کے خارجیوں نے صحابہ کرام کی مخالفت کی، چنانچہ گناہ گار موحدین کو انہوں نے بالکل اسلام سے خارج کر کے دائرہ کفر میں داخل کر دیا اور ان سے کافروں کا سا سلوک کیا، یوں انہوں نے مسلمانوں کے مال وجان کو حلال قرار دیا، پھر معتزلہ کا فتنہ اٹھا، انہوں نے مَنْزِلَةٌ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ کی عجیب وغریب منطق پیش کی، اس کے بعد مرجئہ نے جنم لیا اور کہا کہ فاسق شخص بھی کامل الایمان مومن ہے۔'' (جامع العُلوم والحِكَم ص ٢٧)

صحابہ وتابعین کرام پر مشتمل اسلاف امت کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ ایمان (قَوْلٌ وَّعَمَلٌ) ''(زبان ودل کے) قول اور (دل واعضاء کے) عمل کا نام ہے۔''

ائمہ کرام کے جم غفیر سے یہی منقول ہے۔

۞ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ، فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْأَعْمَالَ مِنَ الْإِيمَانِ ...... إِنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ، وَعَمَلٌ، وَعَقِيدَةٌ.

''صحابہ، تابعین اور بعد کے محدثین کا اجماعی واتفاقی فیصلہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں......ان کا کہنا ہے کہ ایمان اقرار، عمل اور تصدیق کا نام ہے۔''

(شرح السُّنّة : ۳۸/۱)

۞ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِيمَانَ لَيْسَ بِالتَّحَلِّي وَلَا بِالتَّمَنِّي، إِنَّمَا الْإِيمَانُ مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ، وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ.

''ایمان ظاہری آراستگی یا باطنی آرزو کا نام نہیں، بلکہ ایمان وہ ہے، جو دل میں جگہ پکڑے اور عمل اس کی تصدیق کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۵۰٤/۱۳، وسندهٗ حسنٌ)

۞ خالد بن شوذب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے فرقد سنجی کو دیکھا، وہ اُون کا جبہ پہنے ہوئے تھے، حسن بصری رحمہ اللہ نے اسے جبہ سے پکڑا اور دو یا تین بار فرمایا: ابن فرقد!

إِنَّ التَّقْوٰى لَيْسَ فِي هٰذَا الْكِسَاءِ إِنَّمَا التَّقْوٰى مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ وَالْفِعْلُ.

''تقویٰ (ایمان) اس چادر میں نہیں، بلکہ تقویٰ (ایمان) وہ ہے، جو دل میں پختہ ہو جائے اور (زبان و دل کا) عمل (تصدیق واقرار) اور (اعضاء کا) فعل

اس کی تصدیق کرے۔‘‘

(الزّوائد لعبد اللّٰه على الزُّهد لأبيه أحمد بن حنبل : ١٥٢٢، وسندهٗ حسنٌ)

## ایمان، اسلام اور دونوں کا آپس میں تعلق:

کتاب وسنت کی نصوص میں ایمان واسلام کا لفظ کبھی تو اکٹھا آتا ہے اور کبھی ان کو الگ الگ ذکر کیا گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دونوں کا ایک ہی معنی ہے، یا یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں؟

اس میں اہل علم کا ختلاف ہے، یاد رہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف صحابہ وتابعین کے بعد شروع ہوا، ان سے منقول آثار بتاتے ہیں کہ ان کا متفقہ فیصلہ یہی تھا کہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں یعنی اسلام اور ہے اور ایمان اور۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جو کہ دونوں کو ایک سمجھتے تھے:

هُوَ لَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَّلَا أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ الْمَشْهُورِينَ أَنَّهٗ قَالَ : مُسَمَّى الْإِسْلَامِ هُوَ مُسَمَّى الْإِيمَانِ كَمَا نُصَّ، بَلْ وَلَا عَرَفْتُ أَنَا أَحَدًا قَالَ ذٰلِكَ مِنَ السَّلَفِ .

’’وہ (محمد بن نصر رحمہ اللہ) اپنے اختیار کردہ مذہب پر صحابہ وتابعین یا اسلام کے مشہور ائمہ کرام میں سے کسی ایک کا بھی قول نقل نہیں کر پائے کہ اس نے اسلام اور ایمان کی حقیقت کو ایک قرار دیا ہو، بلکہ میرے علم میں اسلاف میں سے کسی

ایک نے بھی یہ بات نہیں کہی۔''

(الإيمان، ص ٣٤٩)

ایمان واسلام میں فرق تو صحابہ وتابعین کا اجماعی قول ہے، اکثر اہل سنت والجماعت اسی پر قائم ہیں۔

جبکہ ان کو ایک کہنے والوں میں امام بخاری، امام محمد بن نصر مروزی، امام ابن مندہ اور حافظ ابن عبدالبر وغیرہم رحمہم اللہ شامل ہیں۔

## دلائل:

ایمان واسلام کو دو الگ الگ حقائق کہنے والوں کے پاس کتاب وسنت کے بہت سے دلائل ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾(الحُجُرات : ١٤)

''اعرابیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، (اے نبی!) آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے، بلکہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُسْتُفِيدَ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْإِيمَانَ أَخَصُّ مِنَ الْإِسْلَامِ، كَمَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

''اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایمان، اسلام سے زیادہ خاص چیز ہے، یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔''

(تفسير ابن كثير : ٣٢٧/٧)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطٰى رَهْطًا، وَسَعْدٌ جَالِسٌ، فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ : أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ، فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي، فَقُلْتُ : مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ : أَوْ مُسْلِمًا : ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي، وَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ، وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں (مال غنیمت) تقسیم کیا، ایک آدمی کو نہ دیا، وہ مجھے اچھا لگتا تھا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے فلاں کو نہیں دیا، جبکہ میں اسے مومن خیال کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن یا مسلمان۔ میں کچھ دیر خاموش رہا، پھر پہلی بات دہرائی: آپ نے فلاں کو نہیں دیا، جبکہ میں اسے مومن خیال کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن یا مسلمان۔ میں

پھر پہلی بات دہرائی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلا سا ہی جواب دیا، پھر فرمایا:
سعد! میں ایک شخص کو مال غنیمت دیتا ہوں، جبکہ دوسرا شخص مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے، مبادا کہ اللہ تعالیٰ اسے چہرے کے بل جہنم میں نہ گرادے۔''

(صحيح البخاري : ٢٧، صحيح مسلم : ١٥٠)

اس مذہب کی ایک مشہور دلیل حدیث جبریل بھی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں الگ الگ سوال کیے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

قَدْ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ مُسَمَّى الْإِسْلَامِ، وَمُسَمَّى الْإِيمَانِ، وَمُسَمَّى الْإِحْسَانِ.

''نبی کریم ﷺ نے حدیث جبریل میں اسلام، ایمان اور احسان کو الگ الگ قرار دیا ہے۔'' (الإيمان، ص ١)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان و اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں اور دونوں کا اپنا اپنا معنی ہے، چنانچہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے، جبکہ ایمان باطنی اعمال کا نام ہے۔

بعض اہل علم نے اس فرق کی بڑی اچھی وضاحت کی ہے، وہ یہ کہ دونوں میں بسا اوقات فرق ہوتا ہے اور بسا اوقات فرق نہیں ہوتا، چنانچہ جب یہ دونوں الفاظ الگ الگ استعمال ہوں، تو دونوں کا ایک ہی معنی ہوتا ہے اور جب اکٹھے ہوں، تو الگ الگ معنی دیتے ہیں، جب دونوں اکٹھے ہوں، تو اسلام کی تفسیر ظاہری اعمال اور ایمان کی باطنی اعمال سے ہو گی، جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے۔

اس کے برعکس جب وہ علیحدہ علیحدہ آئیں، تو ہر ایک دوسرے کو بھی شامل ہوتا ہے،

جیسا کہ وفد عبدالقیس والی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایمان کی تفسیر ظاہری اعمال سے کردی، نیز فرمان باری تعالیٰ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾(آل عمران: ۱۹)''یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔'' بھی اس پر شاہد ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جب ایمان واسلام ایک جگہ جمع ہوں، تو الگ الگ معنی دیتے ہیں اور جب الگ الگ استعمال ہوں، تو ان کا معنی ایک ہوتا ہے، حافظ خطابی، حافظ بغوی، حافظ ابن الصلاح، علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن رجب وغیرہم رحمہم اللہ اسی تفصیل کے قائل ہیں۔

۞ حافظ خطابی رحمہ اللہ سعد رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث کا ظاہر ایمان اور اسلام میں فرق کو ضروری قرار دیتا ہے، اس مسئلہ میں اہل علم نے لمبی بحث کی ہے اور بڑی بڑی کتابیں لکھ دی ہیں، یہاں اختصار کے پیش نظر جو بات بیان کرنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ایمان اور اسلام بسا اوقات ایک ہی ہوتے ہیں، چنانچہ مسلم کو مومن کہہ دیا جاتا ہے اور مومن کو مسلم۔ اکثر یہ مختلف ہوتے ہیں، چنانچہ ہر مسلم کو مومن نہیں کہا جاسکتا، جبکہ ہر مومن کو مسلم کہنا درست ہوتا ہے، ان دونوں کو ایک معنی میں اس وقت استعمال کیا جاتا ہے، جہاں ظاہر و باطن برابر ہوں، اگر ایسا نہ ہو، تو یہ مختلف ہو جاتے ہیں، اس موقع پر مسلم کا معنی ہوگا: وہ ظاہری طور پر مطیع ہو گیا ہے، اس حدیث میں أَوَ مُسْلِمًا اسی معنی میں ہے۔ فرمان باری تعالیٰ: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ ''اعرابیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، (اے نبی!) آپ کہہ دیجئے، تم ایمان نہیں لائے، بلکہ کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے۔''(الحجرات

:۱۴) بھی یہی بتاتا ہے کہ اسلام سے مراد ظاہری اطاعت ہے، عربی شاعر امیہ بن ابی صلت کے اس شعر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:

أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِمَنْ أَسْلَمَتْ

لَهُ الرِّيحُ تَحْمِلُ مُزْنًا ثِقَالًا

''میرا چہرہ اس ذات کے لیے مطیع ہو گیا، جس کے لیے بھاری بادل اٹھائے ہوئے ہوا مطیع ہے۔'' (أعلام الحديث: ١/١٦٠-١٦١)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تحقیق بات یہی ہے، جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا ہے، جب اسلام اور ایمان کے بارے پوچھا گیا، تو آپ نے اسلام کی تفسیر ظاہری اعمال اور ایمان کی ارکان خمسہ سے کی، ہم بھی جب ایمان و اسلام کا اکٹھا تذکرہ کریں، تو وہی جواب دینا ہمارے لیے ضروری ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، البتہ جب اسلام کا نام اکیلا لیا جائے، تو اس میں بلاشبہ ایمان بھی داخل ہو جاتا ہے، یہی بات حق ہے، نیز مسلمان کو کیا مومن بھی کہا جا سکتا ہے؟ اس بارے بحث ہو چکی ہے؟

(الإيمان، ص ٢٤٦)

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہماری مذکورہ تفصیل سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے، یعنی جب اسلام اور ایمان میں سے ہر ایک کا الگ الگ ذکر کیا جائے، تو اس وقت ان میں کوئی فرق نہیں ہوگا، اگر دونوں کو اکٹھا ذکر کیا جائے، تو دونوں میں فرق ہوگا، وہ یہ کہ ایمان دل کی تصدیق، اقرار اور معرفت کا نام ہے، جبکہ اسلام بندے کی اللہ کے سامنے

ظاہری اطاعت، خشوع وخضوع اور انکساری کو کہا جاتا ہے......لہذا ایمان سے مراد تصدیق قلبی اور اسلام سے مراد ظاہری عمل ہے۔''

(جامع العُلوم والحِكَم، ص ٢٥)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْإِسْلَامُ، وَمَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ : أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ، وَأَنْ يَّسْلَمَ مِنْكَ كُلُّ مُسْلِمٍ، وَكُلُّ ذِي عَهْدٍ .

''اسلام کیا ہے؟ یہ کہ آپ کا دل اللہ کے لیے خالص ہو جائے، نیز آپ سے ہر مسلمان اور ذمی محفوظ ہو جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٣/١٤، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زہری رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ : ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾(الحُجُرات : ١٤) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نَرٰى أَنَّ الْإِسْلَامَ الْكَلِمَةُ، وَالْإِيمَانَ الْعَمَلُ .

''ہمارے مطابق اسلام کلمہ اور ایمان عمل ہے۔''

(تفسير عبد الرّزاق : ٢٣٣/٣ـ٢٣٤، وسندهٗ صحيحٌ)

امام زہری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ توحید و رسالت کی گواہی دینے والے کو مسلمان کہا جاتا ہے، منافق وغیرہ اس میں شامل ہوتے ہیں، لیکن ایمان صرف اسی کے مقدر میں ہوتا ہے، جو عمل کرے اور اصل عمل تو دل کا ہے، اس طرح امام صاحب کا یہ فرمان اسلام کو ظاہری اور ایمان کو باطن سے خاص کرتا ہے، لہذا اسلام کو کلمہ کہنا، لغوی طور پر ہے، نہ کہ شرعی اعتبار سے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبریل میں اور حدیث ابن عمر میں اس کی جو وضاحت

کی ہے، وہ زہری رحمہ اللہ جیسے امام سے مخفی نہیں تھی۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب توحید ورسالت کی گواہی دینے والا ہر شخص یہود ونصاری سے جدا ہو کر مسلمان بن جاتا ہے اور اس پر اسلامی احکام جاری ہو جاتے ہیں، تو بلا استثنیٰ اسی کو بالجزم اختیار کیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں، اسلام کلمہ ہے، امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے ان کی موافقت بھی کی ہے، ان کی مراد یہ نہ تھی کہ ضروری اسلام صرف کلمہ ہی ہے، کیونکہ زہری رحمہ اللہ جیسے شخص سے یہ مخفی رہنا ناممکن ہے۔''(مَجموع الفتاویٰ : ٤١٥/٧)

❁❁❁❁❁❁❁